فقه الصیام

تراویح کیلئے خواتین کا مردوں کے جماعت میں شرکت کا حکم

از (مولانا) مفتی عبدالحلیم بن یوسف

تصویب مولانا مفتی عبد القادر

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

گزارش ہے کہ ہمارے محلہ کی مسجد "جامع مسجد حرا" (ٹرسٹ) مسلک دیوبند سے وابستہ ہے۔ اوراس میں جامعہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ خلافِ معمول اس ماہ رمضان میں مسجد مذکورہ میں امام صاحب کی ترغیب اور اجازت سے خواتین کے لئے نماز تراویح کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جو کہ مسجد میں پردے کا اہتمام نہ ہوسکنے کے باعث مسجد کے احاطے میں صحن سے متصل برآمد (جس میں درجہ حفظ وناظرہ کی تعلیم ہوتی ہے) میں کی جارہی ہیں۔ جس میں باپردہ، وبے پردہ خواتین شریک ہورہی ہیں۔ مذکورہ عمل کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں لوگ تذبذب کا شکار ہیں۔ اس سلسلے میں جب امام صاحب سے رجوع کیا گیا اور اکابر علماء کے حوالے سے اس طریقہ کار کے صحیح نہ ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ: "میرے پاس اس مسئلہ کی دلیل (حدیث) موجود ہے، اور جن حضرات کی آپ بات کررہے ہیں ان پر اعتراض واقع ہوتا ہے کیونکہ ان کے قول وفعل میں تضاد پایا جاتا ہے، خود ان حضرات کے بیانات میں خواتین باقاعدہ شریک ہوتی ہیں" پھر جب امام صاحب کے سامنے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت پیش کی گئی کہ: "اگر حضور ﷺ اپنی موجودگی میں عورتوں کے ان حالات کو دیکھتے جو انہوں نے اب پیدا کرلئے ہیں، تو ضرور ان کو مسجدوں میں جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔" (بخاری شریف) تو امام صاحب نے فرمایا: "حدیث کے مقابلہ میں حضرت عائشہ کے قول سے مذہب تبدیل نہیں ہوتا۔ آج کل پرفتن دور ہے، اگر آپ اپنے محلے کی مسجد کے امام کے پیچھے چل رہے ہیں تو آپ صراطِ مستقیم پر ہیں۔ اور اگر ہم یہ انتظام نہ کرتے تو محلّہ کی خواتین دوسری جگہوں پر جاکر تراویح باجماعت پڑھیں گی اور اپنے عقائد وغیرہ بھی خراب کرلیں گی، اس لئے بڑے فتنہ سے بچانے کے لئے ہم نے یہیں ان کے لئے انتظام کردیا ہے۔"

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کے بارے میں آپ کی فوری رہنمائی درکار ہے:

۱۔ کیا موجودہ پرفتن دور میں باجماعت نماز تراویح کے لئے خواتین کا اس طرح گھر سے باہر محلے کی مسجد میں اجتماع جائز ہے؟ اور کیا یہ نماز مقبول ہوگی؟

۲۔ اور کیا اس کے لئے امام صاحب کا اہتمام کرنا، خواتین کو اعلانات کے ذریعہ دعوت دینا اور نمازیوں کو اپنی خواتین کو مسجد میں لانے کی ترغیب دینا صحیح ہے؟

۳۔اوران مردوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے جواپنی خواتین کومذکورہ بالاصورت میں نمازتراویح کے لئے اپنے ہمراہ مسجد میں لارہے ہیں؟
۴۔اس اہتمام میں شریک مسجد کمیٹی کےممبران کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟
۵۔نیزامام صاحب کے مذکورہ بالاخط کشیدہ ارشادات کے بارے میں کیاحکم ہے؟

المستفتی
ابوجابرالحجازی ناظم آباد،ماڈل کالونی کراچی

الجواب بعون الوهاب

ا۔واضح رہے کہ آج کے پرفتن اورفواحش ومنکرات کیلئے سازگار معین دور میں عورتوں کا نماز کیلئے مسجد میں جانا یاکسی اورمخصوص جگہ میں جمع ہونا مکروہ ہے۔جب فرض نماز کیلئے مکروہ ہے تو پھرتراویح کیلئے توبدرجہ اولیٰ مکروہ ہوگا،فقہائے احناف نے اسی طرح لکھا ہے۔جیسا کہ درمختار میں ہے:"ویکرہ حضورهن الجماعة ولولجمعة ،وعيد ووعظ مطلقاولوعجوزا ليلا على المذهب المفتى به لفساد الزمان ۔"(شامی:۵۶۶/۱)

اورفتاوی عالمگیری میں بھی کراہت ہی کومختار قراردیا ہے۔"الفتوىٰ اليوم على الكراهة فى كل الصلوات لظهورالفساد كذافى الكافى وهوالمختار كذافى التبيين۔"(هنديه :۸۹/۱)

فقہ حنفی کے مشہور ومعروف فقیہ علامہ کاسانیؒ نے تو"بدائع الصنائع"میں اسکوحضرت عمرؓ کے حوالہ سے ناجائزوحرام لکھا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔"ولايباح الشواب منهن الخروج الى الجماعات بدليل ماروى عن عمرؓ انه نهىٰ الشواب عن الخروج،ولأن خروجهن الى الجماعة سبب الفتنة والفتنة حرام ومامادى الىٰ الحرام فهوحرام۔(بدائع الصنائع ۵۱۷/٤)

علامہ ابن نجیم حنفیؒ نے،ارشادربانی "وقرن فی بیوتکن"اورفرمان رسول اللہ ﷺ"صلاتهافى قعربيتها الى اخرالحديث"کی بناپر کراہت کافتوی نقل کیا ہے۔چنانچہ تحریرفرماتے ہیں۔ولا يحضرن الجماعات لقوله تعالى:"وقرن فى بيوتكن"

وقال ﷺ:"صلاتهافى قعر بيتها افضل من صلاتها فى صحن دار ها وصلاتها فى صحن دار ها افضل من صلاتهافى مسجد ها وبيوتهن خيرلهن ، و لانه لا يؤمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوزو الصلاة النهاريه والليليه،قال المصنف فى الكافى ، والفتوىٰ اليوم على الكراهة فى الصلاة كلها لظهور الفساد"(البحر الرائق: ۱ /۳۵۸)

حضوراکرم ﷺ کے دورمبارک میں اگرچہ عورتیں نماز پڑھنے کیلئے جاتی تھیں لیکن اس کے باوجودان کیلئے اس فعل کے بارے میں ترغیب اورتاکید کہیں مذکورنہیں:بلکہ آنحضرت ﷺ کے طرزعمل اورارشادات مبارکہ سے مسجد میں حاضرہونے کی کراہت اورگھروں میں عورتوں کے نماز پڑھنے کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔حالانکہ مندرجہ ذیل خصوصیات میں وہ ہماری عورتوں کی نسبت ممتاز تھیں۔

ا۔زمانہ خیرالقرون کاتھاجس میں فتنہ کااندیشہ نہ تھا۔

ب۔ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت بھی ایک سبب تھا۔

ج۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور اکرم ﷺ کی اقتداء کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ اسی شرف کی وجہ سے تو صحابہ کرام میدان جہاد میں نماز خوف ادا کرتے تھے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی حضور اکرم ﷺ کی اقتداء سے محروم رہنے کیلئے تیار نہ تھا۔ اب یہ تینوں ہمارے ہاں مفقود ہیں۔ اور پھر اسکے ساتھ ساتھ شرائط بھی ان پر عائد تھیں۔ مثلاً پردہ کا اہتمام زیب و زینت کے بغیر آنا، خوشبو نہ لگانا وغیرہ۔ جبکہ آج کل تو ان چیزوں کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، اکثر عورتیں بن سنور کر نکلتی ہیں، پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں، جیسا کہ سوال میں بھی اس حالت کا تذکرہ کیا گیا۔ یہ باتیں احادیث سے واضح ہوتی ہیں جیسا کہ چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیوتھن خیرلھن'' ترجمہ: ان کے گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہیں۔ (مشکوۃ:۹۶)

اسی طرح ام حمیدؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کی پیچھے نماز پڑھنے کا شوق ظاہر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

عن ام حمیدؓ۔۔۔۔قال: قد علمت انك تحبين الصلاة معی، و صلا تك فی بیتك خیر من صلا تك فی حجر تك وصلاتك فی حجر تك خیر من صلا تك فی دارك، وصلاتك فی دارك خیر من صلا تك فی مسجد قو مك و صلاتك فی مسجد قو مك خیر من صلاتك فی مسجدی قال: فامرت فبنیٰ لها مسجدا فی اقصیٰ شئی من بیتها واظلمه وكانت تصلی فیه حتی لقیت الله عزوجل۔ (رواه احمد وابن خزیمه وابن حبان فی صحیحهما، الترغیب والترهیب: ۱/۱۸۹)

ترجمہ: حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے، معلوم ہوا کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق رکھتی ہو، مگر تمہاری وہ نماز جو اندرونی کوٹھڑی میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو کمرہ میں ہو، اور تمہاری وہ نماز جو کمرہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے۔ جو گھر کے احاطہ میں ہو، اور تمہاری وہ نماز جو گھر کے احاطہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے۔ جو محلّہ کی مسجد میں ہو، اور تمہاری وہ نماز جو محلّہ کی مسجد میں ہو اس نماز سے بہتر ہے۔ جو میری مسجد میں ہو، چنانچہ (حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے درخواست کر کے اپنے کمرے کے کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا۔ نماز پڑھنے کی جگہ بنوائی، وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: عن ابن عمر رضی الله عنهما عن رسول الله صلی الله علیه وسلم المراة عورة وانها اذا خرجت من بیتها استشرفها الشیطان وانها لا تكون اقرب الی الله منها فی قعربیتها۔ (الترغیب والترهیب: ۱/۱۹۰)

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عورت چھپانے کی چیز ہے، وہ جب گھر سے نکلتی ہے۔ تو شیطان اس کو تاکتا ہے، (یعنی لوگوں کے دلوں میں اسکے متعلق غلط خیالات اور وساوس ڈالتا ہے۔)'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''خیر مساجد النساء قعر بیوتھن'' (ایضا: ۱/۱۷۹) ''عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کی گہرائی ہے''۔ ابن ماجہ کی روایت ہے۔ ''مُزنیہ'' قبیلہ کی ایک عورت جو کہ زیب و زینت کا لباس پہنے اتراتی ہوئی مسجد

میں آئی تو آپؐ نے اس پر یوں نکیر فرمائی: "یاایھا الناس انھوانساء کم عن لبس الزینة والتبختر فی المسجد فان بنی اسرائیل لم یلعنواحتی لبس نساء ھم الزینة وتبخترن فی المساجد"۔ (ابن ماجه،باب فتنة النساء:۲۸۸) ''اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہننے اور مسجد میں اترانے سے روک دو۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وجہ سے لعنت کی گئی، کہ ان کی عورتوں نے زیب وزینت کا لباس پہننا اور مسجد میں اترانا شروع کردیا'' اسی طرح ایک روایت میں ہے: ''عن النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا شهدت احداکن العشاء فلا تمس طیباً۔'' رواہ مسلم (مشکوۃ المصابیح:۹۲) ''نبی ﷺ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کے لئے آئے تو خوشبو نہ لگائے۔'' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ پھرتے تھے جب تک عورتیں (گھروں کو) چلی نہ جائیں۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے: ''ان النساء فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کن اذا سلمن من المکتوبة قمن ،وثبت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ومن صلی من الرجال ما شاء فاء ذاقام رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قام الرجال۔''(بخاری شریف:۱/۱۱۹)

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب عورتیں سلام پھیرلیتیں فرض نماز سے تو کھڑی ہو جاتی تھیں (اور گھروں کی طرف چلی جاتی تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بقیہ نمازی (صحابہ کرام) بیٹھے رہتے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ بھی کھڑے ہو جاتے۔''

پھر جب مرور زمانہ کے ساتھ عورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے جیسا تقویٰ باقی نہ رہا تو یہ اجازت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکماً ختم کردی، آپ رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو تمام صحابہ کرام نے پسند فرمایا البتہ چند عورتوں کو کچھ اشکال تھا۔ جسکی وجہ سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ (ام المؤمنین) کے پاس شکایت کی تو انہوں نے بھی امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے حکم پر ان الفاظ کے ساتھ مہر تصدیق ثبت کی: ''لو ادرك رسول اللہ ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المسجد کمامنعت نساء بنی اسرائیل۔''(بخاری شریف ۱/۱۲۰)

''اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کو دیکھتے جواب عورتوں میں نظر آتی ہیں تو ان کو مسجد میں آنے سے ضرور روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔'' پس مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور اکرم ﷺ نے عورتیں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی اور اسی کو ان کے لئے افضل قرار دیا۔ حضرت عمرؓ نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرمایا تو صحابۂ کرام نے تقریراً اس کی تائید فرمائی اور کوئی اعتراض نہیں کیا، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی تائید فرمائی۔ تمام فقہائے احناف اسکو مکروہ لکھتے ہیں۔

لہٰذا ان سب کے باوجود کسی بھی شخص کے لئے، خصوصاً جو کہ مسلک علمائے دیوبند سے تعلق رکھتے ہوں ان کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ وہ اپنے اکابر کی رائے سے ہٹ کر کوئی علیحدہ راہ اختیار کرے۔ ۲۔ یہ ترغیب دینا خلاف سنت ہے۔ بلکہ منشأ رسول کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ ۳۔ مردوں کو چاہئے کہ اپنی بیویوں کو گھر پر ہی

نماز پڑھنے پر پابند کریں۔۴۔مسجد کمیٹی والوں کو بھی چاہیئے کہ عورتوں کے لئے مسجد میں تراویح کا موقع فراہم نہ کریں بلکہ ان سے کہیں کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔۵۔بہتر تھا کہ امام صاحب کے پاس جو دلیل ہے، سوال میں ذکر کردی جاتی تا کہ واضح ہو جاتا کہ اس حدیث شریف میں کیا ہے۔جبکہ جو احادیث ہم نے نقل کی ہیں یہ قولی احادیث ہیں۔اور ایک صحابیہ (ام حمید) نے اجازت مانگی تو آپؐ نے نہیں دی جبکہ اس کے علاوہ عورتوں کی نماز گھروں میں افضل قرار دی، تمام صحابہ اور فقہائے کرام نے بھی یہی رائے اختیار کی۔باقی امام صاحب کا یہ کہنا کہ جو حضرات عورتوں کو مسجد میں نماز کے لئے آنے سے منع کرتے ہیں۔خود ان کے بیانات میں خواتین شریک ہوتی ہے۔لہٰذا اس پر یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ان حضرات کے قول وفعل میں تضاد ہے۔درست نہیں بلکہ یہ اپنی ناسمجھی کی علامت ہے، کیونکہ نماز میں حاضر ہونا الگ معاملہ ہے۔اور وعظ وتعلیم میں شامل ہونا الگ۔روایات میں وعظ وتعلیم میں شمولیت کی اجازت ملتی ہے۔اس لئے علماء کرام بھی اس کی اجازت دیتے ہیں۔اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ: جماعت سے نماز پڑھنا عورتوں پر واجب نہیں ہے، جبکہ ضروری مسائل کا علم حاصل کرنا اور اپنے دینی مسائل کا حل معلوم کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، لہٰذا اس کی اجازت دی گئی ہے۔نیز امام صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھا) کے قول سے مذہب تبدیل نہیں ہوتا''۔یہ شاید اس لئے کہ امام صاحب کو مذہب ہی کا علم نہیں، کہ مذہب کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کیسے بنتا ہے۔؟ اور اس میں کن کن لوگوں کی بات کا اعتبار ہے۔؟ کاش کہ وہ یہ معلوم کر لیتے، پھر مجتہد بن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اور فقہائے کرام رحمہ اللہ علیھم اجمعین کے مقابلے میں اترتے۔اور امام صاحب کا یہ کہنا کہ ''اگر آپ اپنے محلے کی مسجد کے امام کے پیچھے چل رہے ہیں۔تو آپ صراطِ مستقیم پر ہیں''۔لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے۔کہ خود صراطِ مستقیم پر گامزن ہو پھر ہی دوسروں کے لئے صراطِ مستقیم کا سبب بن سکتا ہے، ورنہ تو ''ضلوا فاضلوا'' کا مصداق ہوگا۔اور یہ عجیب منطق ہے۔کہ ''ہم یہ انتظام نہ کرتے تو دوسری جگہوں پر جاکر تراویح پڑھیں گی، اور عقائد خراب کرلیں گی'' اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم خود ہی ان کے عقائد خراب کرنے لگیں؟ ان کو صحیح مسئلہ بتانا چاہیئے، تا کہ وہ کہیں بھی تراویح نہ پڑھنے جائیں بلکہ گھروں ہی میں پڑھیں، ورنہ آپ کے مسئلہ سے تو ان کو دوسری جگہوں پر تراویح پڑھنے کے لئے جانے کا جواز ملے گا۔ویسے بھی جو خاوند، ان کو دوسری جگہ تراویح کے لئے جانے سے نہیں روک سکتے وہ وہاں جانے کے بعد پردہ پر کس طرح پابند کرسکتے ہیں۔عورتوں کی اسی آزادی کیوجہ سے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کو وہ قول اختیار کرنا پڑا جس کے متعلق حضرت (امام مذکور) فرماتے ہیں کہ ''ہم قول عائشہ کی خاطر مذہب تبدیل نہیں کرسکتے''۔ہاں البتہ انکے عقائد کی اصلاح کیلئے اصلاحی پروگرام رکھیں جس میں مستند علماء اور صلحاء کے بیانات ہوں۔ فقط، واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ،

الجواب صحیح

عبدالحلیم بن محمد یوسف

محمد عبدالقادر

المتخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاون کراچی نمبر ۵

۲۰/رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ 16.11.2003

۱۴۲۴ھ